ایک تحقیقی مقالہ
سرحد کے مشاہیر علماء و مشائخ

وحید الرحمٰن شاہ بی۔اے آنرز ایم اے
صدر شعبۂ اسلامیات گورنمنٹ کالج۔ پشاور

فخرِ کشمیر
حاجی محمد امین مرحوم[1]
کی
حیات پر ایک نظر

قسط ۱

برصغیر پاک و ہند کے صفِ اوّل کے مجاہدین حضرت شاہ ولی اللہ، سید شہید، شیخ الہند اور حاجی صاحب ترنگزائی کی تحریک کا یہ نامور اور عظیم مردِ مجاہد علاقہ خلیل مہمند (پشاور) کے خاندان خانخیل میں بمقام سلیمان خیل جناب محمد اسعد خان کے ہاں قریباً ۱۸۹۵ء (۱۳۱۱-۱۲ھ) کو پیدا ہوئے، آپ لنڈی کوتل خیبر ایجنسی کے مشہور شنواری قوم کے شیخ محمد خیل کی ذیلی شاخ عالم خان سے تعلق رکھتے ہیں[2]۔

آپ کو ۱۹۰۱ء (۱۳۱۸-۱۹ھ) میں شیخ محمدی کے پرائمری سکول میں داخل کیا گیا۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف کی تدریس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ آپ نے تقریباً گیارہ سال کی عمر میں چوتھی جماعت پاس کی اور پھر صرف علمِ دین پر توجہ مرکوز کی۔

۱۹۲۰ء (۱۳۳۸-۳۹ھ) تک اپنے آبائی گاؤں سلیمان خیل میں حصولِ علم کے سلسلے میں مصروف رہے۔ پھر اعلیٰ اسلامی تعلیم کے حصول کے لئے علاقہ کیمبل پور کے شینکئی نامی گاؤں چلے گئے۔ یہاں سے آپ علاقہ ہشتنگر (چارسدہ) تشریف لائے۔ یہاں مختلف مقامات پر تحصیل علوم اسلامیہ کے جذبہ کی تسکین و تکمیل کی۔

بقدرِ ضرورت تکمیلِ علم کے بعد آپ تصوف کی طرف متوجہ ہوگئے اور اکوڑہ خٹک نوشہرہ کے دارالعلوم جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا سید بادشاہ گل صاحب کے والد بزرگوار حضرت سید مہربان علی شاہ بن سید حبیب شاہ بخاری مرحوم سے بیعت کی۔ آپ سات سال تک ان کے زیرِ تربیت رہے۔ لیکن آپ کی یہ پیاس نہ بجھی اور اسکی خاطر ضلع کوہاٹ کے علاقہ دوابہ کے مشہور و معروف صوفی عالم حضرت مولانا محمد عمر شاہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے المعروف بہ کربوغہ بابا صاحب (متوفی ۵ رجمادی الثانی ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء[3]) کے

---

[1] بحوالہ مولانا میر گل صاحب مرحوم سجادہ نشین المجاہد آباد چارسدہ۔ [2] روحانی رابطہ و روحانی ترون از قاضی عبدالحلیم اثر ص۔ ۹۸۲، ۹۸۳۔ [3] دیوان مداح حاجی محمد امین مرحوم ص ۲۸۴، ۲۸۵

پاس تشریف لاکر سلسلۂ قادریہ میں تجدید بیعت کی[1] اسی دوران آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ سنہ ۱۹۲۹ء (۱۳۴۷ھ) میں آپ تیسری بار حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ کو راستے میں خبر ملی کہ انگریزوں نے پشاور شہر کے بازار قصہ خوانی میں نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلا کر ان کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ آپ سیدھے اپنے مرشد صاحب کر بوغہ کے پاس پہنچے۔ اور انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ آپ تو خود ضعیف العمر اور صاحب فراش تھے۔ لہذا آپ نے حاجی صاحب کو تیراہ چلے جانے کیلئے فرمایا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو جہاد کیلئے تیار کریں۔

۱۹۳۰ء / ۱۳۴۸ھ میں انگریزوں پر حملہ　۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء (۲۴ ذی القعدہ ۱۳۴۸ھ) کو انگریزی سامراج نے قصہ خوانی بازار میں مسلمانوں پر جو بے رحمی سے گولیاں برسائیں اور جس میں ایک سو نو مسلمان شہید ہو گئے تھے[2] تو آپ نے حسب ارشاد کر بوغہ صاحب مرحوم کے تیراہ اور اس کے گرد و نواح میں جلسے منعقد کئے۔ لوگوں میں جذبۂ جہاد بیدار کیا۔ آپ نے مع چند احباب اور دوسرے مسلمان مجاہدین کے پشاور میں انگریزوں پر حملہ کیا۔ فریقین کے درمیان یہ جنگ تین دن تک جاری رہی جس میں دشمن کی طرف سے ایک جرنیل مع ایک انگریز کے دو سپاہی اور سترہ گھوڑے ہلاک ہوئے۔ انگریز اور جرنیل دونوں حاجی صاحب مرحوم کے ہاتھوں قتل ہوئے اور مسلمانوں کی طرف سے شیخ محمدی کے ایک طالب علم سپاہی خان گل نامی شہید ہوئے۔

حاجی صاحب کی گرفتاری　تین روزہ جنگ کے بعد آپ تیراہ واپس چلے گئے اور دوبارہ جہاد کی تیاری کرنے لگے۔ ادھر انگریز بھی ان کی گرفتاری کے لئے سخت کوشاں تھے۔ دریں اثناء آپ کے مرشد کر بوغہ ملا صاحب نے آپ کے چچا زاد بھائی مولانا میر اگل صاحب (م ۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۷۷ء)[3] جو بعد میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے سجادہ نشین بنے، کے ہاتھ خط بھیجا کہ وہ ان کے پاس کر بوغہ تشریف لے آئیں کیونکہ انگریز ان کی گرفتاری کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہاں میری موجودگی میں وہ انگریزوں کی دسترس سے باہر ہوں گے۔

آپ کو جب خط ملا تو آپ نے وہاں کے سرکردہ ملکوں اور سرداروں سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کر بوغہ صاحب کے فرمان پر عمل کرنے کا مشورہ دے دیا۔ آپ مولانا میر اگل صاحب کے ہمراہ کر بوغہ شریف پہنچے۔ جہاں ایک ماہ کے قیام کے بعد کر بوغہ صاحب وفات پا گئے۔

---

[1] مولانا عبدالحمید فاضل دیوبند ذربابا کورونہ چارسدہ　[2] روحانی رابطہ ص ۱۰۴۶

[3] ذاتی ڈائری۔

کربوغہ صاحب کے انتقال کے تیسرے روز حاجی صاحب کو انگریز دھوکے سے کوہاٹ لائے۔ آپ کے ساتھ کربوغہ صاحب کے فرزند ارجمند بھی تھے۔ آپ کو کوہاٹ سے پشاور بھیج دیا گیا جب آپ کو داخل زنداں کیا گیا۔ تو کربوغہ صاحب کے بیٹے کو یہ کہلا بھیجا کہ اب انہیں اپنا دشمن ہاتھ آیا۔ اسے پھانسی ملے گی یا عمر قید کی سزا ہوگی۔

انگریزوں نے حاجی صاحب کے خلاف گواہ ڈھونڈنے شروع کئے۔ لیکن تہکال (پشاور) کے معتبر ارباب اور جملہ قبائل ان کی حمایت پر ڈٹ گئے۔ اور گواہوں کو خبردار کیا کہ حاجی صاحب کے خلاف گواہی دینے والوں کو زندہ چونے میں جلایا جائے گا۔ لہذا کسی نے بھی ڈر کے مارے آپ کے خلاف یہ گواہی نہ دی۔ کہ جہاد کے بانی حاجی صاحب ہیں۔ اور آپ نے جہاد کیا ہے، لیکن سی آئی ڈی کی کوشش سے بہت سے مسلمانوں کو پھانسی اور عمر قید کی سزائیں ملیں۔ اور آپ کو تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

آپکی رہائی اور حضرت باباجی صاحب ترنگزی سے بیعت رہائی کے بعد آپ اپنے گاؤں سلیمان خیل میں چار پانچ دن گذرنے کے بعد غازی آباد سرخ کمر (علاقہ آزاد مہمند) تشریف لے گئے، جہاں آپ نے مجاہد اعظم حضرت حاجی سید فضل واحد مرحوم (م۔ ۱۰/ شوال ۱۳۵۶ھ/ ۱۴/ دسمبر ۱۹۳۷ء)[1] المعروف بہ حاجی صاحب ترنگزئی سے بیعت کی اور آپ کے زیر سایہ کام کرتے رہے۔ بعدہٗ آپ کو خلافت کی خلعت عطا فرما کر تبلیغ و ارشاد کی خاطر علاقہ ننگرہار، جلال آباد (افغانستان) جوار بڈہ شریف روانہ گیا۔

نحقی کا جہاد ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۳ء (۱۳۴۹ھ تا ۱۳۵۲ھ) میں آپ کے مرشد شیخ الافاغنہ حضرۃ باباجیؒ کے بڑے صاحبزادے بادشاہ گل فضل اکبر مرحوم کی سرکردگی میں مجاہدین نے انگریزوں کے خلاف مختلف محاذوں پر کئی جنگیں لڑیں تھیں[2] چنانچہ اس سلسلے میں حاجی محمد امین مرحوم نے اپنے پیر و مرشد کے مشورے سے علاقہ ننگرہار میں ایک سال گذارنے کے بعد ۱۹۳۵ء/ ۵۴۔۱۳۵۳ھ میں علاقہ کے مجاہدین کو جمع کیا۔ اور بادشاہ گل مرحوم کی قیادت میں بمقام نحقی انگریزوں پر ایک ایسا زبردست فیصلہ کن حملہ ہوا، جس میں طرفین کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ جنگ کئی دنوں تک جاری رہی اور خود حضرت باباجی صاحب مرحوم مقام غلنئی (علاقہ آزاد مہمند) میں مجاہدین کی رہنمائی کیلئے ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے[3]

اللہ تعالیٰ نے آخر کار مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ انگریزوں کی کئی پلٹنیں ختم ہوگئیں۔ اور بالخصوص دشمن کی مشہور پلٹن "گائڈ پلٹن" ایسی تباہ ہوئی کہ اس کا کوئی سپاہی بھی زندہ نہ رہا۔ مسلمانوں کی طرف سے پچیس (۲۵) مجاہدین

---

[1] تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔ از سید محمد امیر شاہ قادری۔ ص ۲۱۸

[2] [3] روحانی تڑون۔ از قاضی عبدالحلیم اثر۔ ص۔ ۱۰۴۶، ۱۰۴۷

شہید ہوئے ، اس جنگ میں قبیلہ عثمان خیل نے نہایت بہادری دکھائی۔ مغل خان نامی مجاہد ایک انگریز کے سر کو قلم کر کے ساتھ لے گیا۔ انگریزوں نے مجبور ہو کر صوبہ سرحد کے گورنر کے ذریعے قبیلہ حلیم زئی کے سفید ریشوں کا جرگہ بھیجا[۵۹] اور شروطِ صلح کی۔ حاجی محمد امین صاحب مرحوم اپنے غازی لشکر کے ساتھ واپس ننگرہار چلے گئے۔

افغانستان میں ارشاد و تبلیغ آپ نے ننگرہار میں تقریباً نو سال گذارے۔ اس دوران آپ نے افغانستان کے کونے کونے تک امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تبلیغ پہنچا دی۔ عوام شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع پر اکثر بدعتیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے پہلے سال یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ایسے گمراہ لوگوں کے پاس سفید ریش حضرات کو بطور جرگہ بھیجا کرتے۔ پہلے تو وہ منع ہو جاتے ورنہ خدا تعالیٰ کے ایک ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہوتے کہ پھر ان کو اس آفتِ سماوی سے نکلنا مشکل ہوتا۔

دوسرے سال جب آپ ذرا طاقت ور ہوئے ، احباب و مریدین کا حلقہ وسیع ہوا۔ تو آپ شادی یا ختنہ کے موقع پر بزور و جبر آلاتِ موسیقی کو توڑ دیتے تھے۔ اگر ایسے لوگ افغانستان کی حکومت سے شکایت کرتے تو حکام الٹے حاجی صاحب مرحوم کے ہمدرد بنتے۔

آپ نے حکومتِ افغانستان کے ساتھ حقیقت و صداقت کا جو رویہ اختیار کیا تھا۔ وہ از خود قابلِ تعریف ہے۔ خصوصاً محمد افضل شنواری کی بغاوت کے موقعہ پر صدر اعظم مملکت محمد ہاشم خان نے کابل سے شنواروں کے قلعہ "کئی" میں حاجی صاحب مرحوم سے بذریعہ ٹیلیفون برائے اصلاح جو بات چیت کی۔ وہ قابلِ ستائش ہے۔ چنانچہ اس اہم موقع پر آپ نے مذاکرات کے ذریعہ اصلاح کی اور معاملے کو خونریزی سے بچایا۔

المجاہد آباد (چارسدہ) کو آمد ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ میں آپ حضرت باباجی مرحوم کی بیمار پرسی کی خاطر سرخ کمر روانہ ہوئے۔ راستے میں اطلاع ملی کہ آپ ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ کو وفات پا چکے ہیں۔ لہذا آپ تعزیت کی خاطر چند دنوں تک یہیں رہے۔ جہاں سے پھر واپس ننگرہار چلے گئے۔ اور اپنا مشن جاری رکھا۔ ننگرہار میں نو سال گذارنے کے بعد مرشد کے بڑے بیٹے بادشاہ گل نے بلا کر مجاہد آباد (چارسدہ) تشریف لے جانے کیلئے فرمایا۔ لہذا آپ حسبِ ارشاد روانہ ہو گئے۔

طوائفوں کا پشاور شہر سے قلع قمع کے اقدامات آپ شبقدر (چارسدہ) سے ہوتے ہوئے بروز جمعہ مبارک پشاور پہنچے جہاں مسجد مہابت خان میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کیا۔ آپ نے لوگوں پر اعلائے کلمۃ الحق کیلئے زور دیا۔ اور تقریر کے اختتام پر اپنے سر سے پگڑی اتار کر زمین پر رکھ دی اور فرمایا

---

۵۹ روحانی تڑاؤن ۔ از قاضی عبدالحلیم اثر ۔ ص ۱۰۴۶ ، ۱۰۴۷

کہ "میں نے یہ مصمم ارادہ کیا ہے کہ جب تک پشاور پیشہ ور طوائفوں سے پاک نہیں کیا جائے گا۔ تا وقتیکہ پگڑی کو سر پر نہیں رکھوں گا۔" آپ کی اسلامی غیرت و حمیت کو دیکھ کر تہکال کے ارباب عبدالغفور خان اور دوسرے معززین شہر نے پگڑی اٹھا کر آپ کے سر پہ رکھ دی۔ اور وعدہ کیا کہ وہ بھی اس کارِ خیر میں ان کے ساتھ ہونگے۔

آپ نے اپنے گاؤں سلیمان خیل اور اس کے گرد و نواح میں جلسے جلوس منعقد کئے اور لوگوں کو جمع کیا۔ خود آپ نے پشاور میں کرایہ کا مکان حاصل کر کے سکونت اختیار کی۔

آپ نے پشاور شہر سے طوائفوں کے ہٹانے کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پچاس ۵۰ مسلح افراد کو صبح سے عصر تک یہ ڈیوٹی دی کہ کسی آدمی کو چکلے سے گذرنے نہ دیں۔ اور اسی طرح عصر سے صبح تک دوسرے مسلح آدمیوں کی بھی ڈیوٹی مقرر کی۔ جو بھی اس بازار میں سے گذرنے کی کوشش کرتا تو ڈیوٹی پہ متعین لوگ ان پہ آوازیں کستے اور ان کو غیرت و حمیت دینی دلا دلا کر واپس لوٹنے پہ مجبور کرتے۔ یہ سلسلہ تقریباً دو ۲ ماہ تک جاری رہا جس کی وجہ سے کسبیاں تنگ آگئیں اور مجبوراً بازار کو خالی کرنا پڑا۔ آپ نے اس بازار کا نام اسلام آباد رکھا جب پاکستان کے دارالخلافہ (راولپنڈی) کا نام اسلام رکھا گیا۔ تو حکومت نے مذکورہ بازار کو حضرت حاجی محمد امین صاحب کے نام سے منسوب کر کے آمین آباد رکھا۔

المجاہد آباد میں آمد | مذکورہ کارِ خیر کے بعد آپ ۱۹۴۱ء/۱۳۶۰ھ میں بادشاہ گل صاحب کے مطابق مجاہد آباد چارسدہ تشریف لے آئے۔ مجاہد آباد اور اس کے گرد و نواح علاقوں کی حالت بھی قابلِ اصلاح تھی۔ لہذا آپ نے آتے ہی سب سے پہلے علاقہ میں خلافِ شرع امور سے بچنے کی طرف توجہ مبذول کرائی، تقریباً چھ ۶ سال تک آپ نے تبلیغ و ارشاد کا یہ سلسلہ انفرادی حیثیت سے چلایا۔

جماعت ناجیہ کا قیام | آپ نے ۱۹۴۶ء/۱۳۶۵ھ میں تبلیغ و ارشاد کیلئے جماعتی شکل کی ایک تجویز پیش کی جس کے لئے اپریل ۱۹۴۶ء/جمادی الاوّل ۱۳۶۵ھ میں صوبہ سرحد کے چیدہ چیدہ علماء و صلحاء کا ایک اجتماع بمقام المجاہد آباد منعقد ہوا۔ تاکہ ایک جماعت کی امامت کے زیرِ نگرانی امر بالمعروف و نہی عن منکر کی تبلیغ کا انتظام ہو سکے۔ چنانچہ جملہ حضرات نے آپ کی تجویز کو بالاتفاق منظور کیا۔ اور مجوزہ جماعت کا نام "جماعتِ ناجیہ صالحہ" قرار دیا۔

جماعتِ ناجیہ کے اصولوں میں سے سب سے بڑا اصول یہ رکھا گیا کہ جماعت حدیث نبوی ؐ "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" کے اصول کے تحت ہر کام کرے گی۔ جو کوئی اس کی خلاف ورزی کریں خواہ وہ امام جماعت کیوں نہ ہو، تو وہ اس کا ذاتی جرم ہوگا۔ اور اس کو ہٹا کر دوسرا امام منتخب کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں جماعت کو جو ملکی یا قومی معاملے پیش آجائے، تو اس کا حل شرعی اصولوں کے تحت ڈھونڈا جائے گا۔

پہلا انتخاب ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں مجلس شوریٰ کے مشورے کے مطابق آپ پہلے امیر جماعت اور مولانا محمد اسرائیل صاحب مہتمم دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ نائب امیر، حکیم عبدالمالک صاحب ساکن تخت بھائی مردان ناظم اعلیٰ اور جناب شیخ خلیل الرحمٰن صاحب سکنہ ترنگزئی نائب ناظم مقرر ہوئے۔ جماعت ہذا میں ایک سال کے اندر اندر پانچ سو علمائے کرام اور چھ ہزار اراکین مذکورہ اصولوں کے مطابق شامل ہوگئے۔

دوسرا انتخاب سال بعد اپریل ۱۹۴۷ء / جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ میں دوبارہ انتخاب ہوا۔ جس میں نائب امیر جماعت اور ناظم اعلیٰ کی تقرری عمل میں آئی باقی عملہ بدستور رہا۔ مولانا سربلند خان صاحب ساکن نوی کلے صوابی کو نائب امیر جماعت اور مولانا عبدالحلیم شاہ صاحب مرحوم ساکن عمرزئی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اور حکیم مولانا عبدالحمید صاحب سابق مدیر "الصادقہ" کو مقامی امیر جماعت برائے علاقہ ہشتنگر دوابہ مقرر کیا۔

جہادِ کشمیر قیامِ پاکستان کے پہلے سال ۱۸ / ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ / ۲ / نومبر ۱۹۴۷ء کو امیر جماعت حاجی محمد امین صاحب مرحوم کی قیادت میں جماعت ناجیہ کے اسی مجاہدین مقام پٹن (سری نگر اور بارہ مولے کے درمیان) پہنچے، آپ نے پٹن میں ایک پلٹن کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ فتح الغیب عطا کی اور دشمن بھاگ نکلے۔ حاجی صاحب کے غازی لشکر سے یار حسین مردان کے ایک مجاہد سید قمر علی شاہ باچہ شہید ہوئے۔ جماعت کے مجاہدین کا یہ پہلا جہاد تھا۔ مجاہدین گڑھی حبیب اللہ کے راستے مظفر آباد، ڈومیل، چناری، اوڑی، بارہ مولی اور پٹن کے محاذوں پر سے گذرے تھے۔

دوسری رات سری نگر کے پہلے محاذ پر حملہ دوسری رات یعنی ۲۰ / ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ / ۴ / نومبر ۱۹۴۷ء کو آپ تین ہزار مجاہدین کی معیت میں پٹن سے کوئی بیس ۲۰ میل آگے (سڑک پر ایک پل کے قریب) دشمن کے دو بنگلوں کے محاذِ اوّل کو پہنچ گئے۔ اس وقت خورشید انور نے مجاہدین سے آگے دوڑ کر کہا کہ کوئی ایسا بہادر ہے جو سری نگر کے محاذ اوّل پر حملہ کرے۔ لوگ ششدر رہ گئے۔ تو حاجی صاحب مرحوم نے ایک گرجدار اور بلند آواز میں فرمایا کہ "میں اور میری جماعت کے مجاہدین اس پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔"

چنانچہ آپ نے اور تہکال (پشاور) کے ارباب عبدالغفور خان صاحب نے تین ہزار ۳۰۰۰ مجاہدین کی معیت میں حملہ کیا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اور مجاہدین جماعت نے فتح حاصل کی۔ اور آگے بڑھتے رہے دشمن پیچھے بھاگتے رہے۔ یہاں تک کہ حاجی صاحب مرحوم معہ گیارہ مجاہدین کے سری نگر شہر سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر پل کے قریب زخمی ہوگئے۔ تین مجاہدین شہید ہوئے۔ آپ کو ایبٹ آباد اور باقی زخمیوں کو پشاور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آپ کے اور مجاہدین کے زخمی ہونے کے بعد فتح شدہ مقامات پر کوئی بھی نہ رہا۔ مجاہدین حوصلہ شکن ہو کر ساٹھ میل پیچھے پر دوڑی کے محاذ پر واپس آئے۔

دوسری بار جہاد کا ارادہ اور وزیرِ اعلیٰ عبدالقیوم خان کے نام سفارشی خطوط | حاجی صاحب مرحوم بیس دن تک ایبٹ آباد ہسپتال میں زیرِ علاج رہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ایک سو مجاہدین سمیت روڑی کے محاذ چکوٹی کے مقام پر (دریا کے کنارے) سخت سردی اور برف باری میں دو ماہ گذارے تاکہ دشمن کی مزید پیش قدمی روکے رکھیں۔ آپ نے یہ عرصہ وعظ و نصیحت میں گذارا۔

آپ کے اور جماعت کے مجاہدین کی اعلیٰ کارکردگی کو دیکھ کر محاذ کے ایک بڑے فوجی افسر جنرل کمال خان نے چناری سے ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء / ۱۱ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ کو حاجی صاحب کو ایک دستی سفارشی خط اس وقت صوبہ سرحد کے وزیرِ اعلیٰ خان عبدالقیوم خان صاحب کے نام دے دیا جس کا اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:[1]

جناب عالی عزتمند چیف منسٹر صاحب صوبہ سرحد خان عبدالقیوم خان صاحب پشاور

میں محسوس کرتا ہوں کہ شائد حاجی محمد امین صاحب (مرحوم) پہلے لوگوں (افراد) میں سے ایک (واحد) فرد ہے۔ جو کہ ان علاقوں کو آگئے (آئے) ہے (ہیں) اور وہ بغیر کسی شک و شبہ کے حقیقی غازی ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے، کہ وہ ان اشخاص میں سے ہے جو کہ اسلام کے مفاد کے واسطے کام کرتا ہے۔ (کرتے ہیں) میں دس اور افراد کا بھی ذکر کرتا ہوں، جنہوں نے کشمیر کے محاذ پر اس (ان) جیسے کام کئے ہے (کارنامے سرانجام دئے) یہ بذاتِ خود آپکے ساتھ اصلحہ (اسلحہ) کے بارے میں بات چیت کریگا۔ سب کچھ جو کہ میں فرماتا ہوں وہ یہ ہے کہ بغیر کسی چون و چرا کے میں اسکی امداد کیلئے سفارش کرتا ہوں۔

آپکا مخلص۔ کمال۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

حاجی صاحب جب ایبٹ آباد پہنچے تو ہزارہ کے ڈپٹی کمشنر غلام سرور خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے بھی کمال خان صاحب کی تائید میں وزیرِ اعلیٰ کو خط لکھا جو مندرجہ ذیل ہے۔[2]

"میں کمال کیساتھ مکمل طور پر متفق ہوں جو کہ اس نے حاجی محمد امین صاحب کے بارے میں رائے دی ہے۔ وہ دو دفعہ ان محاذ (محاذوں) میں زخمی ہو گیا (ہوئے) ہے (ہیں) اور مجھے یقین ہے کہ اگر موت اس کو دینی معاملہ کے بارے میں سامنا پڑھے (سامنے پڑے) تو وہ خوشی سے قبول کریگا (کریں گے) اس کے ہمراہی بھی ویسا ہی حیرت انگیز کام کر سکیں گے۔ (کر سکیں گے) اگر ان کا جذبہ خاص حاجی محمد امین صاحب جیسا ہو۔ میری (میرے) خیال میں

---

[1] ماہنامہ الصادقہ جلد ۲ ۔ ۲ ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۴۹ء ص ۱۲۔

[2] " " " " ص ۱۲

ان کو اصلحہ (اسلحہ) دیا جاوے۔ حاجی محمد امین صاحب اور اس کے ہمراہی اصلحہ (اسلحہ) کے یقینی مستحق ہیں، کہ ان کو دیا جاوے۔ اس کے قریباً پانچسو۵ مجاہد مرید ہیں۔ میرے خیال میں پہلے دفعہ اسکو پانچسو۵ اصلحو (اسلحہ) دیا جاوے۔

غلام سرور خان ڈپٹی کمشنر ہزارہ۔ مورخہ ۲ر جنوری ۴۸ ۱۹ء

آپ نے بذات خود تشریف لاکر عبدالقیوم خان کو دونوں خطوط دے دیئے۔ خطوط کا ان پر کافی اثر ہوا۔ لیکن اسلحہ دینے سے معذرت ظاہر کی۔ اور کہا کہ حکومت کے پاس فی الحال اسلحہ نہیں ہے۔ حاجی صاحب نے خانصاحب سے فرمایا کہ کمال خان اور غلام سرور خان نے ہمیں یہ خطوط کسی دوستی کی وجہ سے نہیں دئے ہیں۔ بلکہ انہوں نے جماعت ناجیہ کی بہترین کارکردگی دیکھی ہے۔ اس لئے اتنی تاکید سے خطوط لکھ دیئے ہیں۔ آپ نے وزیراعلیٰ سے مزید فرمایا کہ وہ ملک کے ایک ذمہ دار حاکم ہیں۔ چاہئے یہ کہ وہ نہایت اخلاص سے کام لیں اور اخلاص بھی صرف وطن کے ذاتی امور سے نہیں بلکہ میدان کارزار میں مجاہدین کے اپنے سروں سے کھیلنے کی غرض سے ہو۔[1]

خان قیوم نے کافی غور وخوض کے بعد پوچھا کہ ان کے پاس کتنے مجاہدین ہیں۔؟ اور جماعت کون سے اضلاع پر مشتمل ہے۔؟ حاجی محمد امین صاحب مرحوم نے بتایا کہ اس وقت جماعت ناجیہ میں چھ ہزار ۶۰۰۰ افراد ہیں۔ جو پشاور، مردان اور کوہاٹ کے اضلاع میں منقسم ہیں، وزیراعلیٰ نے غور وتحقیق کے بعد ۲۶ر جنوری ۴۸ ۱۹ء/۱۴ر ربیع الاول ۱۳۶۷ھ کو اپنے قلم سے تینوں اضلاع کے مجاہدین کے لئے ایک اجازت نامہ لکھا اور حاجی صاحب سے کہا کہ ان تینوں اضلاع میں جس کسی کے پاس آپ کا دیا ہوا اجازت نامہ ہوگا۔ تو اس کا اسلحہ آزاد اور قابل گرفت نہیں ہوگا

وزیراعلیٰ خان عبدالقیوم خان کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے اجازت نامہ کا اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:۔[2]

ڈپٹی کمشنر پشاور ، ڈپٹی کمشنر مردان ، ڈپٹی کمشنر کوہاٹ

حاجی محمد امین صاحب آف ناجیہ پارٹی کے ساتھیوں کو اجازت دی جائے کہ پشاور، مردان اور کوہاٹ کے اضلاع میں اصلحہ (اسلحہ) استعمال کیا کریں۔ کسی قسم کی وجوہات کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس پر شبہ پیدا ہوجائے تو حاجی صاحب سے افسر مطلقہ (متعلقہ) رائے دریافت کرے۔ اور اسکی رائے کو منظور کیا جاوے۔

چیف منسٹر شمال مغربی صوبہ سرحد۔ مورخہ ۲۶ر جنوری ۴۸ ۱۹ء

---

[1] ماہنامہ الصادق ۳ر نومبر ۱۹۴۸ء ص ۶، ۷

[2] 〃 〃 ۲۷ر اگست ۱۹۴۹ء ص ۱۴

حاجی صاحب اور مجاہدین جماعت ناجیہ نے اجازت نامہ سے اپنی جیب سے ایک ہزار بندوقیں خریدیں مگر افسوس کہ خان صاحب نے اپنے خط کا کوئی لحاظ نہیں رکھا اور اپنی جیب سے خریدی ہوئی مجاہدین کی ساری بندوقوں کو پولیس سے ناجائز قرار دیدیا۔ بیس۲۰ عدد بندوقیں پکڑ کر مع جرمانے کے ضبط کر لی گئیں۔ ان میں حاجی صاحب کی اپنی بندوق بھی ضبط ہوئی۔ اور ایک سو۱۵۰ پچاس روپیہ جرمانہ بھی ہوا۔ ان بندوقوں میں سے ہر ایک بندوق سو۱۰۰ سے چار سو۴۰۰ روپے تک کی قیمت کی تھی۔ بالآخر جماعت ناجیہ کے مرکز عالیہ مجاہد آباد کے اراکین کی ہدایت پر باقی بندوقیں درپردہ نصف قیمت پر فروخت کر دی گئیں۔

حاجی صاحب نے خان قیوم سے جماعت کی بے عزتی اور ہتک کا غالباً چھ مرتبہ شکوہ کیا۔ تو خانصاحب نے ہر بار ضبط شدہ اسلحہ کی فہرست مانگی۔ آپ نے بھی ہر بار فہرست پیش کی۔ لیکن افسوس کہ ہر بار خان صاحب نے فہرستوں کے گم ہونے اور اپنے اختیارات کے کم ہونے کا بہانہ کیا۔ اور جب آپ مایوس ہوگئے تو مزید استفسار پر فہرستوں کو پیش نہیں کیا۔ (ماہنامہ الصادقہ۔ ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ۔ ص: ۱۳، ۱۴)

تیسری بار جہاد کیلئے جانا جماعت ناجیہ کیساتھ جب مذکورہ افسوسناک معاملہ پیش آیا۔ تو جماعت کا ہر ایک مجاہد حکومت سے بدظن ہوا۔ لیکن نصرت الٰہی شامل حال تھی۔ کسی طرح سے پھر محاذ کے جنگی افسروں نے حکومت پاکستان کے دارالخلافہ کراچی کو اطلاع دی کہ جس جماعت ناجیہ کے لئے پانچسو۵۰۰ بندوقوں کی سفارش کی گئی تھی۔ وہ جماعت کہاں ہے؟ اور بندوقوں کے لینے کیلئے کیوں نہیں آئی۔ الغرض راولپنڈی سے جنرل طارق صاحب نے جماعت ناجیہ کے بزرگوں کو آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ حاجی صاحب خود تشریف لے گئے اور ان کو جہاد کیلئے تین سو۳۰۰ امریکی بندوق، نو سٹین گن اور ایک برین گن منظور کی گئی۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ ان کے پاس بھی کئی بندوقیں ہیں، لیکن وہ بلا لائسنس اور ان کا رکھنا جرم ہے۔ جنرل طارق صاحب نے کسی کے ذریعہ سے حکومت سے منظوری لے لی کہ جماعت ناجیہ کی بندوقوں کو نہ پکڑا جائے۔

جناب حاجی صاحب مرحوم ۶/ جون ۱۹۴۸ء/ ۲۸ رجب ۱۳۶۷ھ کو بغرض جہاد اپنے چار سو ساٹھ۴۶۰ مجاہدین کی معیت میں تحصیل منڈر ضلع پونچھ پہنچ گئے۔ تحصیل منڈر کی آبادی اسوقت تقریباً تین لاکھ تھی۔ (باقی آئندہ)

الحق میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اعلیٰ بناوٹ

دل کش وضع

دل فریب رنگ

کا

حسین امتزاج

دنیا کے مشہور

SANFORISED

REGISTERED TRADE MARK

سنفورائزڈ پارچہ جات

سکڑنے سے محفوظ

۲۰ ایس سے ۱۰۰ ایس کی سوت کی

اعلیٰ بناوٹ

گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ستار چیمبرز
۲۹ — ویسٹ وہارف کراچی

ٹیلیفون
۲۲۳۹۹۲ ۔ ۲۲۸۷۰۵
۲۰۵۵۳۹

تار کا پتہ
آباد ملز

احسان حسن